

وما اُہلّ بہ لغیر اللہ کی فاضلانہ تحقیق و دلنشین تشریح

توضیح المقال

فی حل

امر الاہلال

۱۳۷۷ھ

غزالی زماں رازی دوراں سلطان العلماء حضرت علامہ السید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی مدظلہ

مہتمم مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان

قائم شدہ ۱۳۹۸

اجمیری کتب خانہ

پیر پٹھان روڈ ملتان شریف

مسئلہ نذر و نیاز پر معرکۃ الآراء تحقیقی مقالہ

تصریح المقال فی حل امر الاہلال

۹۱۰ / ۳۶۷

۱۳۷۷ھ

از غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی محدث ملتانی
مرکزی صدر جماعت اہلسنت پاکستان

بہ تصحیح تام

مولانا نور احمد صاحب ریاض سیالوی ناظم دفتر مدرسہ انوار العلوم ملتان

ناشر: احمیری کتب خانہ بیرون پٹھان روڈ ملتان

ہدیہ: تین روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین،
خاتم النبیین و علیٰ آلہ و اصحابہ و ازواجہ و اولیاء امتہ اجمعین ۔

اما بعد :۔ ناظرین کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ میرے پاس ایک سوال آیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ جس جانور یا حصۂ زراعت وغیرہ کو کسی بزرگ زندہ یا فوت شدہ کے نامزد کر دیا جائے اور نامزد کیئے ہوئے جانور کو کسی بزرگ کے مزار پر لیجا کر کبھی قرعہ اندازی یا بغیر قرعہ اندازی کے اپنے گھر میں اللہ تعالےٰ کے نام پر ذبح کیا جائے اس جانور کو کھانا یا اس حصۂ زراعت وغیرہ کا لینا اور کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟

چونکہ اس مسئلہ میں عام طور پر اختلاف رہتا ہے لہذا بغرض رہنمائی طالبان حق میرے لکھے ہوئے جواب کو عزیزم محترم مولوی نور احمد ریاض سلمہٗ متعلم مدرسہ انوار العلوم و خلف رشید فاضل جلیل حضرت مولینا عبدالقادر صاحب جلالپوری خطیب جامع مسجد خانیوال و مہتمم مدرسہ جامع العلوم نے میری اجازت سے شائع کر دیا ۔ اللہ تعالیٰ اس مختصر کو رفع نزاع کا موجب بنائے اور اسے قبول عام عطا فرمائے مجھے اُمید ہے کہ انصاف پسند حضرات میرے جواب سے محظوظ ہونگے :۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین ۔

فقیر سید احمد سعید کاظمی غفرلہٗ مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان ۔ ۵۸/۱/۱

حامداً و مصلیاً و مسلماً

جانوروں اور زراعت میں کسی جانور یا حصہ زراعت کی تعیین کے فعل کا جائز یا ناجائز ہونا معین کرنے والے کی نیت اور اعتقاد پر موقوف ہے اور اس مقرر کردہ جانور کے گوشت کی حلت و حرمت کا مدار ذابح کی نیت حال اور قول پر ہے ،

اگر مقرر کرنے والا بزرگان دین کو (معاذ اللہ) مستقل بالذات متصرف فی الامور (نعوذ باللہ) انہیں مستحق عبادت مانتا ہے اور اس کا یہ اعتقاد ہے کہ جو جانور یا حصہ زراعت کسی بزرگ کے نامزد کر دیا گیا وہ عند اللہ کسی دوسرے مصرف میں صرف کرنا گناہ ہے اور اس بزرگ کے علاوہ کسی دوسرے کے لیے اس کا استعمال شرعاً حرام اور موجب ضرر ہے ۔ تو فعل مذکور ایسا ہی کفر و شرک قرار پائے گا ۔ جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں مشرکین عرب ، بحیرہ ، سائبہ ، وغیرہ کے نام سے بعض جانور اپنے اصنام و آلہہ کے لیے نامزد کر کے انہیں اپنی طرف سے حرام قرار دیدیا کرتے تھے اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں انہیں مفتری ، کذاب قرار دیا اور ان کی سخت مذمت فرمائی البتہ محض اس اعتقاد اور نامزدگی کے باعث وہ جانور حرام نہیں ہوں گے ۔ جب تک کہ ان کا ذابح کوئی مرتد یا مشرک و کافر غیر کتابی نہ ہو یا انہیں غیر اللہ کے نام پر ذبح نہ کیا جائے یا ان کا خون بہانے سے غیر اللہ کی تعظیم و تقرب مقصود نہ ہو ۔

ہاں ! اس میں شک نہیں کہ عقیدۂ مذکورہ کے ساتھ مقرر شدہ جانوروں کو اگر مقرر کرنیوالہ شخص اسی عقیدۂ کفریہ کی حالت میں اللہ کے نام پر بھی ذبح کر دے تب بھی ذبیحہ مرتد ہونے کی وجہ سے اور اراقۃ الدم لتعظیم غیر اللہ کے باعث ان کا گوشت حرام ہوگا ۔ حلال نہیں ہو سکتا ۔

لیکن اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ مسلمان کلمہ گو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے والوں کی طرف بلا دلیل ایسے عقائد کفریہ منسوب کر کے معاذ اللہ انہیں کافر و مرتد بنانا مسلمان کا کام نہیں، مومن کو کافر و مرتد قرار دینے والا خود کفر و ارتداد کے وبال میں مبتلا ہے۔

نَسْئَلُ اللّٰهَ السَّلَامَةَ عَنْ هٰذِهِ الْبَلِيَّةِ

شرک کے معنی ہیں

اَلْاِشْرَاكُ هُوَ اِثْبَاتُ الشَّرِيْكِ	یعنی شرک کرنا، وہ اثبات شریک ہے
فِي الْاُلُوْهِيَّةِ بِمَعْنٰى وُجُوْبِ الْوُجُوْدِ	الوہیۃ میں، بمعنی وجوب وجود جیسا کہ
كَمَا لِلْمَجُوْسِ۔ اَوْ بِمَعْنٰى اسْتِحْقَاقِ	مجوس کے لیے ہے، یا بمعنی استحقاق عبادۃ
الْعِبَادَةِ كَمَا لِعَبَدَةِ الْاَصْنَامِ	جیسا کہ بتوں کی عبادت کرنیوالوں کے لیے ہے

(شرح عقائد نسفی)

خلاصہ یہ کہ شرک کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو الٰہ ماننا۔ اور الوہیت صرف وجوب وجود یا استحقاق عبادت کا نام ہے لہٰذا جب تک کسی غیر اللہ کو واجب الوجود یا مستحق عبادت نہ مانا جائے اس وقت تک شرک نہیں ہو سکتا۔ واجب الوجود اسے کہتے ہیں، جس کا ہونا عقلاً ضروری ہو اور نہ ہونا عقلاً محال ہو۔

مجوسی اپنے اعتقاد میں دو واجب الوجود مانتے ہیں ایک یزدان (خالق خیر) دوسرا اہرمن (خالق شر) وہ مشرک ہیں۔ اس لیے کہ انہوں نے الوہیت بمعنی وجوب وجود کو غیر اللہ کے لیے ثابت کیا اور بتوں کی عبادت کرنیوالے اپنے باطل

معبودوں کو واجب الوجود تو نہیں مانتے لیکن انہیں مستحق عبادت مان کر الوہیت کے دوسرے معنے (استحقاق عبادت) ان کے لیے ثابت کرتے ہیں لہٰذا دونوں مشرک ہوئے۔ یہاں اتنی بات ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ اللہ کی ہر صفت ذاتیہ اس کے استحقاق عبادت کا مناط و مدار ہوتی ہے جس کا کسی کیلئے ثابت کرنا، استحقاق عبادت کو ثابت کرنا ہے جو صفت استحقاق عبادت کا مناط ہے خواہ وہ علم ہو یا قدرت، تصرف ہو یا خالقیت ضروری ہے کہ ذاتی اور مستقل ہو ورنہ افراد ممکنات کا (معاذ اللہ) مستحق عبادت ہونا لازم آئیگا کیونکہ عطائی غیر مستقل، حادث صفات، افراد مخلوق میں پائی جاتی ہے،

معلوم ہوا کہ استحقاق عبادت کے لیے صفات مستقلہ لازم ہیں چونکہ صفات مستقلہ مناط استحقاق عبادت ہیں اس لیے ان کا وجود وجود الوہیت کو مستلزم ہوگا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ استحقاق عبادت کے لیے صفات مستقلہ لازم ہیں اور صفات مستقلہ کیلئے استحقاق عبادت لازم ہے کسی کو مستحق عبادت کہنا اس کے لیے استقلال ذاتی کو ثابت کرنا ہے اور کسی کو مستقل بالذات ماننا اسے مستحق عبادت قرار دینا ہے

اس بیان کی روشنی میں یہ امر بخوبی واضح ہو گیا کہ کسی مسلمان پر ہرگز حکم شرک نہیں لگ سکتا تا وقتیکہ وہ غیر اللہ کے لیے وجوب وجود یا کوئی صفت مستقلہ مناط استحقاق عبادت ثابت نہ کرے، یہی وجہ ہے کہ جمہور متکلمین نے معتزلہ کو مشرک قرار نہیں دیا حالانکہ وہ بندے کو خالق افعال مان کر اس کے لیے صفت خالقیت ثابت کرتے ہیں جو صفت مستقلہ ہونے کی صورت میں مناط استحقاق عبادت ہے لیکن چونکہ وہ بندے کو مستقل بالذات خالق نہیں مانتے اس لیے انہیں مشرک قرار نہیں دیا گیا ثابت ہوا کہ اولیاء کرام کو غیر مستقل متصرف ماننے والے اور ان کے اختیارات علم و قدرت تصرفات کو مقید

باذن اللہ تسلیم کرنے والے مسلمان ہرگز ہرگز کافر و مشرک نہیں، انہیں مشرک کہنے والا خود مشرک ہے۔ لہٰذا یہ حکم شرک یقیناً مفتیانِ شرک کی طرف لوٹے گا۔

تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ مِنْهُمْ وَفِيهِمْ تَعُوْدُ ط

قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی رو سے مومن کے حق میں بدگمانی حرام ہے فقہائے کرام نے بھی بالخصوص اس قسم کے مسائل میں مومن کے لیے اساءۃ ظن کو ناجائز قرار دیا ہے۔ وقولہ تعالیٰ،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ — اے ایمان والو، اکثر گمانوں سے بچو، بے شک بعض گمان گناہ ہیں،

حدیث پاک میں ہے کہ حضور اکرم نور مجسم فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، بدگمانی سے دور رہو بدگمانی بدترین (جھوٹ ہے)

(رواہ الشیخان)

دوسری حدیث میں ہے۔ أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا :- (رواہ مسلم) ترجمہ: تو نے اس کے دل کو چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا کہ تجھے معلوم ہو جاتا کہ اس نے دل سے کلمہ کہا ہے یا نہیں۔

سیدی عبد الغنی نابلسی شرح طریقۂ محمدی میں ناقل ہیں،

قَالَ الْإِمَامُ سَيِّدِي أَحْمَدُ زَرُّوقٌ - إِنَّمَا يَنْشَأُ الظَّنُّ الْخَبِيثُ عَنِ الْقَلْبِ الْخَبِيثِ،

ترجمہ:- امام سیدی احمد زروق نے فرمایا خبیث گمان صرف خبیث دل میں پیدا ہوتا ہے پاک دلوں میں ناپاک گمان کی گنجائش نہیں ہوتی،

شرح وہبانیہ، درمختار وغیرہا میں اس مسئلہ کے ذیل میں ہے، إِنَّا لَا نُسِيءُ الظَّنَّ بِالْمُسْلِمِ

أَنَّهُ يَتَقَرَّبُ إِلَى الْآدَمِيِّ بِهٰذَا النَّحْرِ :-

ترجمہ:- ہم کسی مسلمان کے حق میں ہرگز یہ بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ اس فعل ذبح کے ذریعہ کسی آدمی کا تقرب حاصل کرتا ہے۔

(رد المحتار جلد نمبر ۵ صفحہ ۲۱۹ میں اس کے تحت ہے)

أَيْ عَلَى وَجْهِ الْعِبَادَةِ لِأَنَّهُ الْمُكَفِّرُ وَهٰذَا بَعِيدٌ مِنْ حَالِ الْمُسْلِمِ۔ ترجمہ: یعنی تقرب علی وجہ العبادۃ۔ اسلئے کہ تقرب علی وجہ العبادۃ ہی موجب کفر ہے اور ایسا تقرب مسلمان کے حال سے بعید ہے

خوب یاد رکھیے، مسلمان اولیاء کرام و بزرگانِ دین کے ساتھ محبت و عقیدت رکھتے ہیں مگر انہیں الٰہ نہیں مانتے کسی قسم کا استقلال ذاتی ان کے لیے ثابت نہیں کرتے نہ انہیں مستحق عبادت جانتے ہیں نہ واجب الوجود محض عباد اللہ الصالحین سمجھتے ہیں اور جو جانور یا حصہ زراعت یا کوئی چیز از قسم نقد و جنس وغیرہ ان کے لیے مقرر کرتے ہیں اس کو ان کا ہدیہ جانتے ہیں اور وصال یافتہ بزرگوں کے لیے ایصال ثواب کی نیت کرتے ہیں اسی قصد و نیت کے ساتھ اگر وہ کسی جانور یا غیر جانور کو بزرگان دین کی طرف منسوب کر کے ان کے نام پر اسے مشہور بھی کر دیں تب بھی جائز ہے اور وہ چیز حلال اور طیب ہے اسے مَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللهِ کے تحت لا کر حرام قرار دینا باطل محض اور گناہ عظیم ہے۔

عہد رسالت میں صحابہ کرام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کھجوروں کے درخت اور دودھ پینے کو جانور پیش کرتے تھے جن کا ذکر احادیث صحیحہ میں مفصل موجود ہے اور اس میں بھی مسلمان کو شک کرنے کی گنجائش نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی خوشنودی رحمت و برکت کا موجب اور دفع بلیات و آفات کا باعث ہے اسیطرح بعد از وفات بھی ایصال ثواب کے طور پر بزرگان دین کیلئے کسی چیز کا تقرر

کرنا عہد رسالت میں پایا گیا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ۔ قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۶۹ رواہ ابوداؤد والنسائی)

ترجمہ:۔ یارسول اللہ، کہ سعد کی ماں کا انتقال ہوگیا ہے کون سا صدقہ بہتر ہوگا فرمایا: پانی بہتر رہے گا تو انہوں نے ایک کنواں کھدوا دیا اور کہہ دیا کہ یہ کنواں سعد کی ماں کا ہے

اگر وصال یافتہ کسی بزرگ کے لیے کسی چیز کا نامزد کرنا موجب حرمت قرار دیا جائے تو معاذ اللہ وہ کنواں جو حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا کے نام پر مشہور ہوگیا۔ حرام اور اس کا پانی نجس قرار پائے گا۔ العیاذ باللہ!

اب اصل مسئلہ کی طرف آئیے: بزرگوں کے نام پر جو جانور وغیرہ مشہور کیے جائیں اگر ان جانوروں پر اولیاء اللہ کے لیے نذر شرعی مانی جائے جو حقیقتاً عبادت ہے تو ایسا ناذر مرتد ہے:۔

لِاَنَّهٗ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ بِاِثْبَاتِ الْاُلُوْهِيَّةِ لِغَيْرِهٖ تَعَالٰى ۔ ترجمہ: کیونکہ اس نے غیر اللہ کیلئے الوہیت ثابت کرنے کی وجہ سے شرک کیا

لیکن اس کے اس شرک کی وجہ سے وہ جانور حرام نہیں ہوگا جب تک کہ وہ اسے بقصد تقرب لغیر اللہ ذبح نہ کرے۔ کما سیاتی:۔

اور اگر اولیاء کی نذر محض نذر لغوی یا عرفی بمعنی ہدیہ و نذرانہ ہو یا وصال یافتہ بزرگ کے لیے بقصد ایصال ثواب کوئی جانور وغیرہ نامزد کردیا اور نذر شرعی اللہ کے لیے ہو تو یہ فعل شرعاً جائز اور باعث خیر و برکت ہے

نذر لغیر اللہ کا مدار ناذر کی نیت پر ہے اگر ناذر نے تقرب لغیر اللہ کا قصد کیا ہے اور متصرف فی الامور اللہ تعالیٰ کی بجائے کسی مخلوق کو مانا ہے تو یہ نذر کفر و شرک

ہے اور اگر اس کا ارادہ تقرب الی اللہ ہے اور بزرگوں کو ثواب پہنچانا مقصود ہے تو ایسی نذر للاولیاء قطعاً جائز ہے اور اس کا نذر ہونا مجازاً ہے کیونکہ نذر حقیقی اللہ کے لیے خاص ہے۔ (فتاویٰ ابی اللیث میں ہے)

اَلنَّاذِرُ لِغَيْرِ اللّٰهِ اِنْ قَصَدَ بِالنَّذْرِ التَّقَرُّبَ اِلٰى غَيْرِ اللّٰهِ وَظَنَّ اَنَّهٗ يَتَصَرَّفُ فِى الْاُمُوْرِ كُلِّهَا دُوْنَ اللّٰهِ فَنَذْرُهٗ حَرَامٌ بَاطِلٌ وَارْتِدَادُهٗ ثَابِتٌ وَاِنْ قَصَدَ بِالنَّذْرِ التَّقَرُّبَ اِلَى اللّٰهِ وَاِيْصَالَ الثَّوَابِ لِلْاَوْلِيَاءِ وَيَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَيَجْعَلُ الْاَوْلِيَاءَ وَسَائِلَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ فِىْ حُصُوْلِ الْمَقَاصِدِ فَلَا حَرَجَ فِيْهِ وَذَبِيْحَتُهٗ حَلَالٌ طَيِّبٌ:۔

غیر اللہ کی نذر ماننے والے نے اگر اپنی نذر سے غیر اللہ کی طرف تقرب کا ارادہ کیا اور یہ گمان کیا کہ تمام امور میں میت ہی متصرف ہے نہ اللہ تعالیٰ تو اس کی نذر حرام ہے باطل ہے اور اس کا مرتد ہونا ثابت ہے اور اگر اس نے اس نذر سے تقرب الی اللہ کا ارادہ کیا اور اولیاء اللہ کو ثواب پہنچانے کی نیت کی اور وہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی ذرہ متحرک نہیں ہوتا اور وہ اولیاء اللہ کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان وسائل قرار دیتا ہے تاکہ اس کے مقاصد حاصل ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اس کا ذبیحہ حلال اور طیب ہے۔

یہاں یہ بات ضرور یاد رہے کہ اس جگہ تقرب سے مطلق تقرب مراد نہیں بلکہ تقرب علی وجہ العبادۃ مراد ہے، جیسا کہ ہم شامی جلد خامس ۵ سے ابھی یہ عبارت نقل کرچکے ہیں

قَوْلُهٗ اِنَّهٗ يَتَقَرَّبُ اِلَى الْاٰدَمِىِّ) اَىْ عَلٰى وَجْهِ الْعِبَادَةِ لِاَنَّهُ الْمُكَفِّرُ وَهٰذَا بَعِيْدٌ مِّنْ حَالِ الْمُسْلِمِ

یعنی مطلق تقرب الی الآدمی موجب کفر نہیں بلکہ صرف تقرب علی وجہ العبادۃ موجب کفر ہے نذر اولیاء کے متعلق حدیقہ ندیہ میں سیدی عبد الغنی نابلسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

وَالنَّذْرُ لَهُمْ بِتَعْلِيْقِ ذٰلِكَ عَلٰى حُصُوْلِ ۔ اولیاء اللہ کے لیے جو نذر مانی جاتی ہے اور اسے

شفاء او قدوم غائب فانه مجاز عن الصدقة على الخادمين بقبورهم

مریض کے شفا حاصل ہونے یا غائب کے آنے پر معلق کیاجاتا ہے تو وہ نذر مجاز ہے اس سے اولیاء اللہ کے قبور پر خادمین کے لیئے صدقہ کرنا مراد ہوتا ہے،

طبقات کبریٰ جلد دوم صـ ۶۸ میں امام شعرانی رح سیدی شاذلی رح سے ناقل ہیں

كان رضي الله عنه يقول رأيت النبي صلى الله عليه وسلم فقال اذا كان لك حاجة واردت قضاءها فانذر للنفيسة الطاهرة ولو فلسا فان حاجتك تقضى

(ترجمہ)

امام شعرانی رح نے سیدی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تجھے کوئی حاجت درپیش ہو اور تو اس کے پورا ہونے کا ارادہ کرے تو سیدہ نفیسہ طاہرہ کی نذر مان لے اگرچہ ایک پیسہ کیوں نہ ہو بے شک تیری حاجت پوری ہو جائے گی“

معلوم ہوا کہ قضائے حاجات کیلئے اولیاء کی نذر ماننا جائز ہے جبکہ کسی قسم کا فساد عقیدہ نہ ہو اسی طرح تفسیرات احمدیہ صـ ۲۹ میں تحت آیت کریمہ:-

وما اهل به لغير الله مرقوم ہے،

ومن ههنا علم ان البقرة المنذورة للاولياء كما هو الرسم في زماننا حلال طيب

اور یہاں سے معلوم ہوا کہ بے شک وہ گائے جس کی نذر اولیاء کیلئے مانی جائے جیسا کہ ہمارے زمانے میں رسم ہے حلال طیب ہے

جو لوگ نذر اولیاء کو شرک قرار دیتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اس نذر سے مراد نذر شرعی نہیں بلکہ اسے بربنائے عرف نذر کہا جاتا ہے اور اس ایصال ثواب ہے ہدیہ کو نذر کہنا شرعاً جائز ہے جیسا کہ طبقات کبریٰ جلد دوم صـ ۶۸ للامام الشعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے نقل پیش کی گئی ہے اور تفسیرات احمدیہ کا حوالہ بھی مرقوم ہوا۔

آخر میں حضرت شاہ رفیع الدین کی عبارت مزید نقل کی جاتی ہے وہ اپنے رسالۂ نذر میں تحریر فرماتے ہیں:-

نذرے کہ اینجا مستعمل میشود نہ بر معنی شرعی است چہ عرف آنست کہ آنچہ پیش بزرگاں مے برند نذر و نیاز مے گویند،

ترجمہ:- جو نذر کہ اس جگہ مستعمل ہوتی ہے وہ اپنے معنی شرعی پر نہیں بلکہ معنی عرفی پر ہے اس لیے کہ جو کچھ بزرگوں کی بارگاہ میں لے جاتے ہیں اس کو نذر و نیاز کہتے ہیں

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو معترضین کے نزدیک مسلّم علمائے راسخین میں سے ہیں۔ انفاس العارفین صـ ۴۵ میں تحریر فرماتے ہیں،

حضرت ایشاں در قصبۂ ڈاسنہ بزیارت مخدوم اللہ دیا رفتہ بودند شب ہنگام بود دراں محل فرمودند مخدوم ضیافت ما میکنند و میگویند چیزے خوردہ روید توقف کردند تا آنکہ اثر مردم منقطع شد و ملال بر یاراں غالب آمد، آنگاہ زنے بیامد طبق برنج و شیرینی بر سر، و گفت نذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید ہماں ساعت ایں طعام پختہ با نشینندگان درگاہ مخدوم اللہ دیا رسانم دریں وقت آمد، ایفائے نذر کردم،

ترجمہ: حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ قصبۂ ڈاسنہ میں مخدوم اللہ دیا کی زیارت کو گئے رات کا وقت تھا۔ اس جگہ فرمایا کہ مخدوم ہماری ضیافت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کچھ کھا کر جانا حضرت نے توقف فرمایا یہاں تک کہ آدمیوں کا نشان منقطع ہو گیا ساتھی اکتا گئے اسوقت ایک عورت اپنے سر پر چاول اور شیرینی کا طبق لیے ہوئے آئی اور کہا کہ میں نے نذر مانی تھی کہ جس وقت میرا خاوند آئے گا اسی وقت یہ کھانا پکا کر مخدوم اللہ دیا رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں بیٹھنے والوں کو پہنچاؤں گی وہ اسی وقت آیا میں نے اپنی نذر پوری کی۔

درمختار، بحر الرائق، وغیرہ نے جس نذر اولیاء کو حرام اور باطل قرار دیا ہے علامہ شامی وغیرہ فقہائے اس کے وجہ بھی بیان فرما دیئے ہیں ایک وجہ یہ ہے کہ وہ مخلوق کی نذر ہے اور نذر چونکہ عبادت ہے اس لیئے مخلوق کے لیے جائز نہیں دوسری وجہ یہ ہے کہ منذور لہ میت ہے اور میت میں مالک ہونے کی صلاحیت نہیں تیسری وجہ یہ ہے کہ اگر اس نے یہ اعتقاد کیا کہ میت ہی متصرف فی الامور ہے اللہ تعالے نہیں تو اس کا یہ اعتقاد کفر ہے۔ شامی جلد دوم صـ ۱۳۹۔

ہم تفصیلاً لکھ چکے ہیں کہ نذر شرعی جو عبادت ہے ہرگز کسی غیر اللہ کے لیے جائز نہیں نہ میت کو اشیاء منذورہ کا مالک سمجھنا درست ہے نہ غیر اللہ کو اللہ کے سوا متصرف فی الامور جاننا جائز ہے اس اعتقاد فاسد کے ساتھ نذر اولیاء کو آج تک کسی نے جائز نہیں کہا۔ محل نزاع تو یہ امر ہے کہ صحیح اعتقاد کے ساتھ اولیاء کرام کے لیے لفظ نذر بمعنی عرفی بولنا یا دل میں اس کی نیت کرنا اور اسی نیت سے ان کے مزارات پر کوئی چیز لانا جائز ہے یا نہیں؟ ہمارے نزدیک جائز ہے جیسا کہ تحریر مختار لرد المختار جلد اول صـ ۱۲۳ میں علامہ رافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَنَذْرُ الزَّيْتِ وَالشَّمْعِ لِلْأَوْلِيَاءِ يُوْقَدُ عِنْدَ قُبُوْرِهِمْ تَعْظِيْمًا لَهُمْ وَمَحَبَّةً فِيْهِمْ جَائِزٌ أَيْضًا لَا يَنْبَغِي النَّهْيُ عَنْهُ، اھ

تیل اور شمع کی نذر ماننا اولیاء اللہ کے لیے کہ وہ چیز روشن کیے جائیں ان کی قبروں کے نزدیک ان کی تعظیم اور محبت کیلئے تو یہ جائز ہے اور اس سے منع کرنا بھی مناسب نہیں

اور منکرین اسے حرام کہتے ہیں الحمد للہ اس کے ثبوت جواز میں ہم متعدد عبارت نقل کر چکے ہیں اور منکرین اس کے عدم جواز پر کوئی دلیل پیش نہیں کر سکتے۔

رہا یہ امر کہ مزارات اولیاء پر جا کر یا سیدی فلاں یا ولی اللہ اقض حاجتی اغثنی

وغیرہ الفاظ بولنے کو فقہاء نے ناجائز قرار دیا ہے لہٰذا جو لوگ ایسے الفاظ قبور اولیاء پر بولتے ہیں وہ مشرک ہیں۔ بے شک فقہاء نے اس سے منع فرمایا ہے لیکن اسی فساد عقیدہ اور متصرف بالاستقلال سمجھنے کی بناء پر جس کی تفصیل ہم ابھی درمختار سے نقل کر چکے ہیں ورنہ اس کے بغیر ندا اولیاء ممنوع نہیں۔

دیکھئے! صحیح ابن عوانہ، مصنف ابن ابی شیبہ اور معجم الطبرانی الکبیر میں حدیث شریف اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ مدد کرو میری اے اللہ کے بندو! وارد ہے، (حصن حصین ۲۳۸ اور شامی جلد ثالث صـ ۳۵۵ کے منہیہ میں ہے۔

قَرَّرَ الزِّیَادِیُّ اِنَّ الْاِنْسَانَ اِذَا ضَاعَ لَهٗ شَیْءٌ وَاَرَادَ اَنْ یَرُدَّهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ عَلَیْهِ فَلْیَقِفْ عَلٰی مَکَانٍ عَالٍ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَیَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ وَیُهْدِیْ ثَوَابَهَا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ یُهْدِیْ ثَوَابَ ذٰلِكَ لِسَیِّدِیْ اَحْمَدَ بْنِ عُلْوَانَ وَیَقُوْلُ یَا سَیِّدِیْ اَحْمَدُ یَا ابْنَ عُلْوَانَ اِنْ لَّمْ تَرُدَّ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ وَاِلَّا نَزَعْتُكَ مِنْ دِیْوَانِ الْاَوْلِیَاءِ فَاِنَّ اللّٰهَ یَرُدُّ عَلٰی مَنْ قَالَ ذٰلِكَ ضَالَّتَهٗ بِبَرَکَتِهٖ اَجْهُوْرِیْ مَعَ زِیَادَةٍ كَذَا فِیْ،

حاشیہ شرح المنہج للاودی ۱ ھ منہ
صـ ۳۵۵
(شامی جلد ثالث)

زیادی نے تقریر کی، کہ بے شک انسان کی کوئی شی جب ضائع ہو جائے اور وہ چاہے کہ اللہ تعالے اس کی ضائع شدہ چیز اس پر لوٹا دے تو اسے چاہیئے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے اونچی جگہ پر کھڑا ہو اور سورۃ فاتحہ پڑھے اور اس کا ثواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہدیہ کرے پھر اس کا ثواب کا ہدیہ سیدی احمد بن علوان کے لیے کرے اور کہے یا سیدی احمد اے میرے آقا احمد، اے ابن علوان۔ اگر آپ نے میری گمشدہ چیز واپس نہ کی تو آپ کو دیوان اولیاء سے اتار دوں گا تو بے شک اللہ تعالے واپس کر دیتا ہے اس کہنے والے پر اس کی گمشدہ چیز کو ان کی برکت سے،

دیکھئے! فقہائے کرام کی کلام میں یا سیدی احمد یا ابن علوان وارد ہے اور اِنْ لَمْ تَرُدَّ عَلَيَّ ضَالَّتِي میں انہی کو مخاطب کیا گیا ہے ہاں یہ ضروری ہے کہ ردِّ ضالّہ کا فاعلِ حقیقی صرف اللہ تعالےٰ ہے۔ احمد بن علوان کی طرف اس کی اسناد مجازِ عقلی ہے اس پر جو دلیل ہے وہ قائل کا خود مومن و موحد ہونا ہے جیسا کہ!

اَنْبَتَ الرَّبِيعُ الْبَقْلَ (موسم ربیع نے سبزی کو اگایا) اگر مومن کہے تو مجاز عقلی ہوگا۔ اور دہریہ کہے تو اسنادِ حقیقی ہونے کی وجہ سے یہ قول کفرِ خالص قرار پائیگا۔ ندائے اولیاء کے مسئلہ میں ندا کرنے والے کا مومن و موحد ہونا جوازِ ندا کی روشن دلیل ہے۔

بعض لوگ اس ندائے منقولہ بالا (یا سیدی احمد یا ابن علوان) کے جواب میں یہ کہہ دیا کرتے ہیں، کہ یہ تو ایک عمل ہے۔ اس سے مدعا ثابت نہیں ہوتا، جواباً عرض ہے، کہ عمل ہی سہی لیکن جب غیر اللہ کو مخاطب کر کے ندا کرنا آپ کے نزدیک شرک ہے تو ایسے الفاظ جو شرک پر دال ہوں یا موہم شرک ہوں کسی عمل میں ان کا تلفظ کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص کلمات کفریہ بکتا ہے۔ مثلاً یا عُزّیٰ اِقْضِ حَاجَتِي (اے عزیٰ میری حاجت پوری کر دے) کہے اور جب اسے روکا جائے تو وہ یہ کہہ دے کہ میں تو محض عمل کی نیت سے یہ الفاظ پڑھتا ہوں۔ تو کیا کوئی عاقل متدین اس کو ایسے الفاظ بولنے کی اجازت دے سکتا ہے۔

مختصر یہ کہ مستقل بالذات متصرف فی الامور سمجھ کر کسی ولی کو ندا کرنا ہمارے نزدیک بھی شرک ہے لیکن مُعْطی و حاجت روائے حقیقی صرف اللہ تعالیٰ کو مانتے ہوئے اور اولیاء کرام کو محض وسیلہ و واسطہ سمجھ کر انہیں پکارنا ہرگز ناجائز نہیں۔

دیکھیے حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاوی عزیزی

میں فرماتے ہیں۔

ونیست صورت استمداد مگر ہمیں کہ محتاج طلب کند حاجتِ خود از جناب عزت الٰہی بتوسل روحانیت بندہ کہ مقرب و مکرم درگاہ والا است خداوندا برکت ایں بندہ کہ تو رحمت و اکرام کردہ او را برآوردہ گردان حاجت مرا۔ یا ندا کند آں بندۂ مقرب و مکرم را کہ اے بندۂ خدا و ولی وے شفاعت کن مرا و بخواہ از خدا تعالے مطلوب مرا۔ تا قضا کند حاجت مرا۔ پس نیست بندۂ درمیان مگر وسیلہ و قادر و معطی و مسئول پروردگار است تعالے شانہ و در وے ہیچ شائبہ شرکت نیست چنانکہ منکر وہم کردہ۔ (فتاوی عزیزی جلد دوم)

اور نہیں ہے صورت استمداد کی مگر یہی کہ محتاج طلب کرے اپنی حاجت بارگاہ رب العزت سے اللہ تعالیٰ کے مقرب و مکرم بندے کی روحانیت کے توسل سے اور کہے اے اللہ اس بندے کی برکت سے جس پر تو نے اپنی رحمت اور اپنا اکرام فرمایا ہے میری حاجت کو پورا کر دے یا پکارے اس بندۂ مقرب و مکرم کو کہ اے خدا کے بندے اور اللہ کے ولی میری شفاعت کر اور اللہ تعالےٰ سے میرا مطلوب مانگ تاکہ وہ میری حاجت پوری فرمائے پس نہیں بندہ درمیان میں مگر وسیلہ اور قادر و معطی حقیقی و مسئول پروردگار ہے جسکی شان بہت بلند و بالا ہے اور اسمیں شائبہ شرک کا نہیں ہے جیسا کہ منکر وہم کرتا ہے۔

ملاحظہ فرمائیے! اس عبارت میں ولی اللہ صاحبِ قبر کے لیے لفظ ندا کند موجود ہے پھر وہ ندا بھی اے بندۂ خدا و ولی وے کی عبارت میں مذکور ہے جس سے ہمارا مدعیٰ روزِ روشن کی طرح ثابت و واضح ہو رہا ہے۔ جس کا انکار کوئی منصف مزاج نہیں کر سکتا۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ ان عبارات فقہیہ و نقول معتبرہ کی روشنی میں ندائے اولیاء کا مسئلہ بالکل روشن ہو گیا۔ بالمعنی المذکور اس کے جواز میں کسی عاقل متدین کو شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی۔

توسل و استغاثت بالاولیائے کرام کا مسئلہ بھی بیان سابق کی روشنی میں اچھی طرح واضح ہو گیا۔ شرک و توحید کا فرق بھی بالتفصیل بیان کر دیا گیا۔ اب یہ عرض کرنا باقی رہا کہ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے تحت وہ جانور جنہیں نذر اولیاء بالمعنی المذکور کے ساتھ بزرگانِ دین کی طرف منسوب کر دیا گیا ہو وہ حلال و طیب ہے اور وہ لوگ جو انہیں حرام کہتے ہیں سخت گمراہی میں مبتلا ہیں، شرعاً ذبیحہ کی حلت و حرمت میں ابتدائے ذبح کے وقت صرف ذابح کی نیت قول اور حال کا اعتبار ہے مالک کا نہیں۔

رد المحتار جلد خامس صفحہ ۲۱۷ میں ہے:۔

اِعْلَمْ اَنَّ الْمَدَارَ عَلَى الْقَصْدِ عِنْدَ اِبْتِدَاءِ الذَّبْحِ تتارخانیہ
مُسْلِمٌ ذَبَحَ شَاةَ الْمَجُوْسِيِّ بِبَيْتِ نَارِهِمْ اَوِ الْكَافِرِ لِآلِهَتِهِمْ تُؤْكَلُ لِاَنَّهٗ سَمَّى اللّٰهَ تَعَالٰى وَيُكْرَهُ لِلْمُسْلِمِ۔ (انتہی)

جاننا چاہیئے کہ مدار قصد پر ہے، خاص ابتدائے ذبح کے وقت (جامع الفتاویٰ اور عالمگیر جلد رابع میں ہے) مجوسی نے آتشکدہ کیلئے بکری نامزد کی یا کافر نے اپنے بتوں کے لیے کوئی جانور نامزد کیا اور ان جانوروں کو مسلمان نے ذبح کیا اگرچہ مسلمان کیلئے ایسا کرنا مکروہ ہے مگر وہ جانور حلال و طیب ہے کھایا جائیگا۔

مقام غور ہے کہ مشرکین و کفار کے بتوں اور بت خانوں کے لیے نامزد کیے ہوئے جانور مسلمان کے ذبح کرنے سے حلال ہو جائیں۔ مگر نذر اولیاء کا جانور مومن کے ذبح کرنے سے حلال نہ ہو۔ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ!۔

اس مسئلہ میں تفسیر عزیزی کی عبارت سے بھولے بھالے مسلمانوں کو دھوکہ میں ڈالنے کی کوشش کیجاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب موصوف کا مسلک یہ ہے کہ جس جانور کو کسی ولی وغیرہ کے نامزد کر دیا جائے اسمیں ایسا

ایسا خبث پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ پھر کسی طرح حلال نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ مالک اپنی نیت کو نہ بدلے اور پہلی شہرت کے بعد اللہ کے نام پر اسے مشہور نہ کر دے حالانکہ شاہ صاحب کا یہ مسلک ہرگز نہیں انہوں نے اپنے زمانے کے بعض مشرک پیر پرست کے اعتقاد اور مشرکانہ طرز عمل کے پیش نظر، نذر لغیر اللہ کا مسئلہ بیان فرمایا اس میں شک نہیں کہ اس زمانے میں مشرکین کا ایک گروہ پیر پرستوں کے نام سے پایا جاتا تھا۔

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی جلد اول صفحہ ۱۵۸ میں بیانِ انواعِ شرک کے تحت مشرکین کے جو فرقے شمار کیے ہیں ان میں چوتھا گروہ پیر پرستوں کا فرقہ بتایا ہے تفسیر عزیزی کی وہ عبارت بلفظہا ملاحظہ ہو۔

چہارم پیر پرستاں گویند چوں مرد بزرگے کہ بسبب کمال ریاضت و مجاہدہ مستجاب الدعوات و مقبول الشفاعت عند اللہ شدہ بود۔ ازیں جہاں میگزرد روح اور ا قوت عظیم و وسعت بس فخیم بہم میرسد ہر کہ تصویر اورا در مکان نشست و برخواست او بر گور او سجود و تذلل تام نماید روح او بسبب وسعت و اطلاق بر ان مطلع شود در دنیا و آخرت در حق او شفاعت نماید۔

گروہ چہارم پیر پرست کہتے ہیں کہ جب کوئی بزرگ بسبب کمال ریاضت مجاہدہ کے اللہ تعالےٰ کے نزدیک مستجاب الدعوات اور مقبول الشفاعت ہو کر اس جہاں سے گزر گیا تو اس کی روح کو بڑی قوت و وسعت حاصل ہو جاتی ہے جو شخص بھی اسکی صورت کو برزخ بنائے یا اس کے اٹھنے بیٹھنے کی جگہ پر یا اس کی قبر پر سجدہ عبادت اور تذلل تام کرے تو اس بزرگ کی روح وسعت و اطلاق کے سبب خود بخود اس پر مطلع ہو جاتی ہے اور دنیا و آخرت میں اس کے حق میں شفاعت کرتی ہے

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ یہ گروہ واقعی مشرکانہ عقائد رکھتا تھا اور قبروں پر سجدہ اور تذلل تام اس کی خصوصیات سے تھا تذلل تام کے معنی صرف عبادت ہیں دیکھئے شامی جلد دوم صفحہ ۲۵۰ پر ہے

العبادۃ عبارۃ عن الخضوع والتذلل، خضوع اور تذلل تام کو عبادت کہتے ہیں۔

جو گروہ قبروں پر سجدہ عبادت اور تذلل تام کرتا ہو وہ کس طرح مومن ہو سکتا ہے

اس زمانہ کے خوارج نے اہل حق متصوفین کرام، اولیاء اللہ سے عقیدت و محبت رکھنے والے اہلسنت والجماعت مسلمانوں کا نام پیر پرست رکھ دیا اور ان کے مزارات پر جانا ان کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کرنا ان سے روحانی فیض لینا اور سال بسال ان کے اعراس کرنا جو ان حضرات کے معمولات سے ہے کفر و شرک اور پیر پرستی کی علامت قرار دیدیا حالانکہ یہ تمام امور خود شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہم کے معمولات میں سے ہیں۔ جیسا کہ فتاوی عزیزی، انفاس رحیمیہ، انفاس العارفین، انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں یہ تمام چیزیں بالتفصیل مذکور ہیں من شاء الاطلاع فلیرجع الیھا۔ ممکن ہے اس زمانہ میں بھی اس قسم کے مشرکانہ عقائد رکھنے والے بعض لوگ کہیں پائے جاتے ہوں لیکن جب تک کوئی شخص اپنے عقیدے کو خود ظاہر نہ کرے اور اپنے قول یا قطعی مشرکانہ عمل سے اپنے مشرک ہونے کا اقرار و اظہار نہ کرے اس وقت تک اس پر مشرک کا حکم لگانا اور اسے اس زمانہ کے مشرکین پیر پرستوں کے گروہ میں شامل کرنا ظلم و تعدی و بہتان و افتراء نہیں تو اور کیا ہے پھر ستم بالائے ستم یہ کہ عامۃ المسلمین کو پیر پرست کہہ کر مشرکین کے اس چوتھے گروہ میں شامل کیا جاتا ہے جس کا ذکر ہم نے ابھی

تفسیر عزیزی سے نقل کیا ہے۔

یہ امر قابل فراموش نہیں ہے کہ فقہاء اور علماء راسخین کے کلام میں توسل و استمداد اور نذر للاولیاء وغیرہ مسائل میں بعض مقامات پر جو تشدد پایا جاتا ہے درحقیقت اس کا تعلق اسی گروہ مشرکین سے ہے جو اپنے آپ کو پیر پرست کہلوا کر عقائد شرکیہ میں مبتلا ہوا۔ اہلسنت و جماعت پر اس تشدد یا حکم شرک اور تکفیر کو محمول کرنا جراءت عظیمہ اور ظلم صریح ہے۔

وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ

آمدم بر سر مطلب، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی میں مذکورہ گروہ مشرکین کا طرز عمل سامنے رکھ کر ارقام فرمایا ان کا طریقہ یہ تھا کہ ایک جانور کی جان دینے کی نذر شیخ سدو وغیرہ کے لیے مانی اور اس کی تشہیر کر دی پھر اس نیت کے ساتھ شیخ سدو وغیرہ کے لیے خون بہانے کی نیت سے اس جانور کو خود ذبح کر دیا یا اپنی اس نیت اور منت کو پورا کرنے کے لیے کسی دوسرے آدمی سے ذبح کرا دیا۔ ہر صورت میں اس جانور کا خون شیخ سدو وغیرہ کے لیے بہایا جاتا تھا ظاہر ہے کہ اس صورت میں ذبیحہ مذکورہ کسی طرح حلال نہیں ہو سکتا کم فہم لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ حضرت شاہ صاحب نے ان جانوروں کو محض نذر لغیر اللہ کی وجہ سے حرام قرار دیا ہے حالانکہ یہ قطعاً باطل اور شاہ صاحب پر بہتان صریح ہے حضرت شاہ صاحب نے تفسیر عزیزی میں اپنے مسلک کی وضاحت فرماتے ہوئے تین دلیلیں ارقام فرمائی ہیں جن میں پہلی دلیل یہ حدیث ہے۔

مَلْعُوْنٌ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ" (ملعون ہے جس نے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا) جسمیں

لفظ ذبح صراحتاً مذکور ہے دوسری دلیل عقلی ہے جس میں صاف مذکور ہے "وجان این جانور ازاں غیر قرار داده کشته اند" (اور اس جانور کی جان اس غیر اللہ کی مملوک قرار دیکر اسے ذبح کیا ہے) یہاں بھی اس جانور کو غیر کیطرف منسوب کرنے پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ کشتہ اند فرما کر واضح فرمایا کہ جبتک اس جانور کا غیر اللہ کے لیے ذبح ہونا واقع نہ ہو اس وقت تک اس میں خبث پیدا نہیں ہوتا اور نہ حرام ہوتا ہے۔ تیسری دلیل تفسیر نیشاپوری کی حسب ذیل عبارت ہے

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ لَوْ أَنَّ مُسْلِمًا ذَبَحَ ذَبِيحَةً وَقَصَدَ بِذَبْحِهَا الٰى غَيْرِ اللهِ صَارَ مُرْتَدًّا وَذَبِيحَتُهُ ذَبِيحَةُ مُرْتَدٍّ

علماء نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کوئی جانور ذبح کیا اور اس کے فعل ذبح سے غیر اللہ کی طرف تقرب (علی وجہ العبادۃ) کا ارادہ کیا تو وہ مرتد ہوگیا اور اس کا ذبیحہ مرتد کا ذبیحہ قرار پائے گا

یہاں بھی ذبح لقصد تقرب الی غیر اللہ مذکور ہے ثابت ہوا کہ شاہ صاحب محض تشہیر لغیر اللہ کو موجب حرمت قرار نہیں دیتے بلکہ ذبح لغیر اللہ ان کے نزدیک موجب حرمت ہے جو نہ صرف ہمارا بلکہ تمام امت مسلمہ کا متفقہ مسلک ہے اگرچہ اصل لغت کے اعتبار سے حضرت شاہ صاحب نے اُہِلَّ کا ترجمہ "آواز دادہ شد" کیا ہے مگر چونکہ اس آواز اور شہرت سے وہی آواز اور شہرت مراد ہے جس پر جانور کا ذبح واقع ہوا اسی لیے آیت کریمہ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللهِ کی تفسیر کرتے ہوئے شاہ صاحب ممدوح نے صاف لفظوں میں اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللهِ کا ترجمہ ذبح لقصد غیر اللہ فرمایا چنانچہ تفسیر عزیزی جلد اول ص۶۹۳ میں فرماتے ہیں۔

آمدیم بر آنکہ دریں سورۃ لفظ "بہ" را بر لفظ لغیر اللہ مقدم آوردہ اند و در سورۃ مائدہ و انعام و نحل مؤخر، وجہش آنست کہ اصل ہمیں است کہ باء متصل فعل و مقدم بر متعلقات دیگر آید زیرا کہ باء دریں مقام برائے تعدیہ فعل است مانند ہمزہ و تضعیف پس حتی الامکان ملاصق فعل باشد و ایں موضع اول قرآن است دریں موضع بر ہماں اصل خود استعمال فرمودہ اند و در سورۃ ہائے دیگر آنچہ محل انکار و مدار سرزنش است یعنی ذبح لقصد غیر اللہ مقدم

(تفسیر عزیزی جلد اول ص۶۹۳)

اب ہم اس بیان پر آئے کہ اس صورت میں لفظ بہ کو لفظ لغیر اللہ پر مقدم لائے ہیں اور سورۃ مائدہ، انعام نحل میں مؤخر۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اصل یہی ہے کہ (با) کو فعل متصل اور دوسرے متعلقات پر مقدم لائیں اس لیے کہ (با) (دیا) اس جگہ ہمزہ اور تضعیف کی طرح تعدیہ فعل کیلئے ہے پس حتی الامکان فعل کیساتھ ملی ہوئی ہوگی قرآن کریم میں یہ آیت پہلی جگہ ہے اس جگہ اپنی اسی اصل پر استعمال فرمایا ہے اور دوسری صورتوں میں وہ چیز مقدم ہے جو محل انکار و مدار سرزنش ہے یعنی ذبح لقصد غیر اللہ

(تفسیر عزیزی جلد اول ص۶۹۳)

سورۃ بقرہ ہو یا مائدہ، یا انعام یا نحل ہر جگہ لفظ اُہِلَّ واقع ہوا نہ ذبح۔ پھر شاہ صاحب کا یہ کہنا کیسے صحیح ہوگا کہ دوسری سورتوں میں "ذبح لقصد غیر اللہ" "بہ" پر مقدم آیا ہے جب تک کہ اُہِلَّ کا معنی ذبح نہ کیا جائے۔

ثابت ہوا کہ خود شاہ صاحب کے نزدیک بہ اُہِلَّ لغیر اللہ کے مرادی معنی ذبح لقصد غیر اللہ ہے) وَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ السَّامِيَةُ۔

اس کی تائید مزید میں فتاویٰ عزیزی جلد اول ص۲۱ کی ایک اور عبارت ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت سید احمد کبیر کے لیے نذر مانی ہوئی گائے کے حلال یا حرام

ہونے کے سوال کا جواب حضرت شاہ صاحب اس طرح ارقام فرماتے ہیں:-

جواب:- مدار حلت وحرمت ذبیحہ بر قصد ونیت ذابح است اگر بنیت تقرب الی اللہ یا برائے اکل خود یا برائے تجارت ودیگر امور مباحہ ذبح میکند حلال است والا حرام	ذبیحہ کی حلت وحرمت کا دارومدار ذابح کی نیت وقصد پر ہے اگر تقرب الی اللہ کی نیت سے یا اپنے کھانے کیلئے یا تجارت اور دوسرے جائز کاموں کیلئے ذبح کرے تو حلال ہے ورنہ حرام۔

دیکھئے اس فقرۂ مذکورہ کو نذر سید احمد کبیر کی وجہ سے حرام نہیں کہا اگر رفع صوت اور تشہیر ونذر لغیر اللہ موجب حرمت ہوتی تو جواب میں حلت وحرمت ذبیحہ کا مدار ذابح کی قصد ونیت پر ہرگز نہ ہوتا لیکن نیت ذابح پر مدار حلت وحرمت قرار دیکر شاہ صاحب موصوف نے اپنا مسلک واضح فرمادیا کہ محض نامزدگی موجب حرمت نہیں جب تک کہ فعل ذبح کے ساتھ تقرب الی غیر اللہ کی نیت نہ پائی جائے اس جواب میں آگے چل کر صـ۲۴ پر فرماتے ہیں؛

فنیتھم دائمۃ الی وقت الذبح .... یعنی ان کی نیت تقرب الی غیر اللہ وقت ذبح تک دائم مستمر رہتی ہے

ثابت ہوا کہ صرف نیت تعظیم لغیر اللہ موجب حرمت نہیں جب تک کہ وہ وقت ذبح تک دائم اور باقی نہ رہے،

اس مسئلہ میں یہی شاہ صاحب اسی فتاوی عزیزی جلد اول صـ۴۷ پر فرماتے ہیں

فمتی کان اراقۃ الدم للتقرب الی غیر اللہ حرمت الذبیحۃ ومتی کان اراقۃ الدم للہ والتقرب الی الغیر بالاکل والانتفاع حلت الذبیحۃ اھ	جب خون بہانا تقرب الی غیر اللہ کے لیے ہو تو ذبیحہ حرام ہو جائیگا اور جب خون بہانا اللہ کیلئے ہو اور تقرب الی الغیر کھانے اور نفع حاصل کرنے کے ساتھ مقصود ہو تو ذبیحہ حلال ہو جائے گا

دیکھئے حلت وحرمت ذبیحہ میں کتنا روشن فیصلہ ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر کہا جائے کہ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محض تشہیر لغیر اللہ کو جانور کے حرام ہونے کی علت قرار دیتے ہیں تو ایسا کہنا یقیناً شاہ صاحب پر افترائے عظیم ہوگا۔ ان کے نزدیک آیۃ کریمہ وما اہل بہ لغیر اللہ کے مرادی معنے قطعاً یہی ہیں کہ جس جانور پر عند الذبح اہلال لغیر اللہ کیا جائے۔

امام حجۃ الاسلام ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی المتوفی ۳۷۰ھ اپنی مشہور تفسیر احکام القرآن جلد اول صـ۱۴۵،۱۴۶ پر اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں

وما اہل بہ لغیر اللہ ولا خلاف بین المسلمین ان المراد بہ الذبیحۃ اذا اہل بہا لغیر اللہ عند الذبح	اور مسلمانوں کے درمیان اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ما اہل بہ لغیر اللہ سے وہی ذبیحہ مراد ہے جس پر بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو

اجماع امت کے خلاف قول کرنا گمراہی نہیں تو اور کیا ہے،

حدیث شریف:- لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ کے تحت علامہ نووی ؒ فرماتے ہیں،

واما الذبح لغیر اللہ فالمراد بہ ان یذبح باسم غیر اللہ تعالی کمن ذبح للصنم او الصلیب او لموسی او لعیسی صلی اللہ علیہما او للکعبۃ او نحو ذلک فکل ھذا حرام ولا تحل ھذہ الذبیحۃ سواء کان الذابح مسلما	اور ذبح لغیر اللہ سے مراد یہ ہے کہ غیر اللہ کے نام پر کوئی ذبح کرے جیسے کسی نے بت یا صلیب کیلئے ذبح کردیا یا موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کیلئے۔ یا کعبہ وغیرہ کیلئے ذبح کردیا تو سب حرام ہے اور یہ ذبیحہ حلال نہیں برابر ہے کہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو۔

اَوْ نَصْرَانِیًّا اَوْ یَہُوْدِیًّا ۔

نَصَّ عَلَیْہِ الشَّافِعِیُّ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاتَّفَقَ عَلَیْہِ اَصْحَابُنَا اِنْ قَصَدَ مَعَ ذٰلِکَ تَعْظِیْمَ الْمَذْبُوْحِ لَہٗ بِغَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْعِبَادَۃَ لَہٗ کَانَ ذٰلِکَ کُفْرًا فَاِنْ کَانَ الذَّابِحُ مُسْلِمًا قَبْلَ ذٰلِکَ صَارَ بِالذَّبْحِ مُرْتَدًّا وَذَکَرَ الشَّیْخُ اِبْرَاہِیْمُ الْمَرْوَزِیُّ مِنْ اَصْحَابِنَا اَنَّمَا یُذْبَحُ عِنْدَ اِسْتِقْبَالِ السُّلْطَانِ تَقَرُّبًا اِلَیْہِ اَفْتٰی اَہْلُ بُخَارَا بِتَحْرِیْمِہٖ لِاَنَّہٗ مِمَّا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی قَالَ الرَّافِعِیُّ ہٰذَا اِنَّمَا یَذْبَحُوْنَہٗ اِسْتِبْشَارًا بِقُدُوْمِہٖ فَہُوَ کَذَبْحِ الْعَقِیْقَۃِ لِوِلَادَۃِ الْمَوْلُوْدِ وَمِثْلُ ہٰذَا لَا یُوْجِبُ التَّحْرِیْمَ ۔ (وَاللّٰہُ اَعْلَمُ)

یا یہودی یا نصرانی

امام شافعیؒ نے اس کی تصریح فرمائی ہے اور ہمارے اصحاب نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اگر اس ذبح لغیر اللہ کے ساتھ اس غیر اللہ کی تعظیم اور عبادت بھی مقصود ہو تو یہ کفر ہوگا لہٰذا اگر ذابح پہلے مسلمان تھا تو اس ذبح کے بعد مرتد ہو جائیگا اور شیخ ابراہیم مروزی نے جو ہمارے اصحاب سے ہیں ذکر فرمایا کہ سلطان کے استقبال کیوقت اس کیطرف تقرب حاصل کرنے کیلئے ذبح کیے جاتے ہیں اہل بخارا نے انکی حرمت کا فتویٰ دیا کیونکہ وہ وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ سے ہیں امام رافعی نے فرمایا کہ یہ جانور لوگ امیر کے آنے کی خوشی میں ذبح کرتے ہیں تو وہ بچہ پیدا ہونے کے وقت عقیقہ کے ذبح کی طرح ہیں اور ایسا ذبح حرمت کو واضح نہیں کرتا (نووی برمسلم شریف جلد دوم صفحہ ۱۶۱)

علامہ نوویؒ کی اس کلام سے حدیث مبارک لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ کے معنی بھی واضح ہو گئے کہ اس سے مراد ذبح بغیر اسم اللہ ہے اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ استقبال سلطان کیوقت جو جانور تقربًا الی السلطان ذبح کیے جاتے ہیں

رافعیؒ نے ان کو بادشاہ کے آنے کی خوشی پر محمول کر کے اس کو ذبح عقیقہ کی طرح جائز قرار دیا ہے ۔ ان تمام تصریحات سے آیۂ کریمہ ”وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ“ کے مرادی معنی آفتاب سے زیادہ روشن ہو گئے اس کے بعد بھی حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی غلط توجیہہ کرنا انہیں امت مسلمہ کا مخالف قرار دینا ہے ۔ جن لوگوں نے از راہ عناد شاہ صاحب کے کلام کی توجیہہ اجماع امت کے خلاف کی ہے انہوں نے شاہ صاحب کے ساتھ کوئی نیکی کا سلوک نہیں کیا ۔ بلکہ ان لوگوں نے صراحۃً شاہ صاحب کو قرآن و حدیث کا مخالف قرار دیا ہے ۔

دیکھئے ! اولیاء کرام کے نام پر جو جانور نامزد کیے جائیں وہ تو مردار اور سگ و خوک سے زیادہ نجس و حرام قرار پائیں اور جو جانور ناپاک بتوں کے لیے ان کی عبادت اور نذر کی نیت سے تقربًا الی غیر اللہ نامزد کیے جائیں وہ حلال و طیب ہیں ۔

قرآن مجید اٹھا کر دیکھئے ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا جَعَلَ اللّٰہُ مِنْۢ بَحِیْرَۃٍ وَّلَا سَآئِبَۃٍ وَّلَا وَصِیْلَۃٍ وَّلَا حَامٍ

ترجمہ :۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی بحیرہ اور سائبہ و وصیلہ اور حام نہیں بنایا

بخاری شریف جلد ثانی صفحہ نمبر ۶۶۵ کتاب التفسیر میں بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کی تفسیر میں جو الفاظ بروایت حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارد ہوئے ہیں ۔ ہدیۂ ناظرین کیے جاتے ہیں ،

بحیرہ کی تفسیر میں ہے ”اَلَّتِیْ یُمْنَعُ دَرُّہَا لِلطَّوَاغِیْتِ“ اور سائبہ

کی تفسیر میں مرقوم ہے "اَلسَّائِبَةُ کَانُوْا یُسَیِّبُوْنَهَا لِاٰلِهَتِهِمْ" اور وصیلہ کے بیان میں ہے "وَکَانُوْا یُسَیِّبُوْنَهَا لِطَوَاغِیْتِهِمْ" اور حام کے متعلق مرقوم ہے فَاِذَا قَضٰی ضِرَابَهٗ دَعُوْهُ لِطَوَاغِیْتِهِمْ۔

جن کا خلاصہ یہ ہے کہ بحیرہ وہ اونٹنی ہے جس کا دودھ بتوں کے لیئے روک دیا جائے چنانچہ اسے کوئی شخص نہیں دوہتا تھا اور سائبہ وہ جانور ہیں جنہیں مشرکین اپنے بتوں کے لیے چھوڑ دیا کرتے تھے اور وصیلہ وہ مادہ اونٹنی ہے جو سب سے پہلے مادہ جنے پھر اس مادہ کے بعد دوسری مادہ جنے۔ مشرکین اس کو اپنے بتوں کے لیے چھوڑ دیتے تھے کیونکہ وہ دونوں مادہ بچے اس حال میں پیوستہ ہوتے تھے کہ ان کے درمیان کوئی نر نہ ہوتا تھا اور حام وہ نر شتر ہے جو چند معدود مرتبہ جفتی کر چکا ہو اس کی وہ جفتیاں پوری ہو جانے کے بعد اسے اپنے بتوں کے لیے چھوڑ دیتے تھے اور بار برداری سے باز رکھتے کوئی چیز اس پر بار نہ کرتے اور اس کا نام حامی رکھ دیتے۔

فتح الباری جلد ہشتم صـ۲۸۸ میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے اَلسَّائِبَةُ کَانُوْا یُسَیِّبُوْنَهَا لِاٰلِهَتِهِمْ کے تحت فرماتے ہیں،

قَالَ اَبُوْ عُبَیْدَةَ کَانَتِ السَّائِبَةُ مِنْ جَمِیْعِ الْاَنْعَامِ وَتَکُوْنُ مِنَ النُّذُوْرِ لِلْاَصْنَامِ فَتُسَیَّبُ فَلَا تُحْبَسُ عَنْ مَرْعًی وَلَا عَنْ مَاءٍ وَلَا یَرْکَبُهَا اَحَدٌ۔ قَالَ وَقِیْلَ السَّائِبَةُ لَا تَکُوْنُ اِلَّا مِنَ الْاِبِلِ کَانَ الرَّجُلُ یَنْذُرُ

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سائبہ تمام قسم کے چوپایوں سے ہوتا تھا اور یہ بتوں کیلئے نذر مانے ہوئے جانوروں میں ان کو چھوڑ دیا جاتا تھا اور کسی چراگاہ پانی اور گھاس سے انہیں نہ روکا جاتا تھا اور نہ ان پر کوئی سوار ہوتا تھا۔ انہوں نے کہا ایک قول یہ بھی ہے کہ سائبہ

اِنْ بَرِئَ مِنْ مَرَضِهٖ اَوْ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ لَیُسَیِّبَنَّ۔ (ھکذا فی العینی)

صرف اونٹ کی قسم سے ہوتا تھا آدمی نذر مانتا کہ اگر وہ بیماری سے اچھا ہو جائیگا یا سفر سے واپس آجائیگا تو وہ کوئی اونٹ نامزد کر کے چھوڑ دیگا (عینی شرح بخاری میں بھی اسی طرح ہے)

ان احادیث اور روایات سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ مشرکین عرب بعض جانوروں کو اپنے بتوں کے لیے اپنی بعض حاجات میں نذر مانتے اور انہیں اپنے معبودوں کی طرف منسوب کر کے ان کی تشہیر کرتے تھے لہٰذا قطعی طور پر ہمارے مخالفین کے نزدیک مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ میں داخل تھے لیکن اس کے باوجود اللہ تعالےٰ نے انہیں حرام قرار نہیں دیا بلکہ ارشاد فرمایا

وَمَا لَکُمْ اَلَّا تَاْکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ ط

تمہیں کیا ہو گیا کہ تم ان جانوروں سے نہیں کھاتے جن پر بوقت ذبح اللہ تعالےٰ کا نام لیا گیا ہو۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ ابو سعود فرماتے ہیں،

اَنْکَرَ اَنْ یَکُوْنَ لَهُمْ شَیْءٌ یَدْعُوْهُمْ اِلَی الْاِجْتِنَابِ عَنْ اَکْلِ مَا ذُکِرَ عَلَیْهِ اسْمُ اللّٰهِ تَعَالٰی مِنَ الْبَحَائِرِ وَالسَّوَائِبِ وَنَحْوِهَا۔ (تفسیر ابو سعود جلد رابع صـ۲۰۱)

اللہ تعالےٰ نے اس بات پر انکار فرمایا ہے کہ ان میں کوئی ایسی بات پائی جائے جس کی وجہ سے وہ اللہ کے نام پر ذبح کیے ہوئے جانوروں کو نہ کھائیں؛

مشرکین نے بحیرہ، سائبہ وغیرہ جانوروں کو اس لیے حرام کر لیا کہ وہ ان کو اپنے بتوں کے لیے نامزد کر دیتے تھے اللہ پاک نے قرآن شریف میں ان کی مذمت فرمائی اور ارشاد فرمایا۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَائِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَا اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا اَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝ (سورۃ مائدہ پ)

اللہ تعالٰی نے کوئی بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام مقرر نہیں فرمائے۔ لیکن کافر اللہ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں اور ان کے اکثر بے عقل ہیں اور جب ان سے کہا جائے کہ تم اس چیز کی طرف آؤ جو اللہ نے نازل کی اور رسول کی طرف تو وہ کہتے ہیں کہ کافی ہے ہمیں وہی جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ نہ جانتے ہوں اور ہدایت یافتہ ہوں تو کیا پھر بھی وہ انہی کے طریقے کو کافی سمجھیں گے، ۔۔۔ الخ

علامہ نسفیؒ نے تفسیر مدارک جلد اول ص۲۳۶ میں وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ کے تحت فرماتے ہیں:۔

اَىْ هَلُمُّوْا اِلٰى حُكْمِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ بِاَنَّ هٰذِهِ الْاَشْيَاءَ غَيْرُ مُحَرَّمَةٍ

یعنی اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی طرف آؤ کہ یہ چیزیں (یعنی بتوں کے نام پر چھوڑے ہوئے جانور) حرام نہیں

قرآن وحدیث کی روشنی میں بخوبی واضح ہوگیا کہ بحیرہ، سائبہ وغیرہ جانور حرام نہیں اور باوجودیکہ مشرکین ان کی نذر اپنے بتوں کے لیے مانتے تھے اور ان کو بتوں کے لیے نامزد کرتے تھے وہ قطعاً حلال ہیں اور ہرگز مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں داخل نہیں تو ایسی صورت میں اولیاء کرام کے لیے نذر مانے ہوئے جانور کیونکہ مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں داخل ہو کر حرام ہو سکتے ہیں؟

مختصر یہ کہ حضرات اولیاء کرام کی فاتحہ، ایصال ثواب، نذر و نیاز کے

جانور قطعاً حلال ہیں اور انہیں حرام کہنا اللہ تعالٰی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر افترائے عظیم اور بہتان عظیم ہے۔

یہاں تک تو قرآن وحدیث، اقوال مفسرین و فقہائے کرام و علمائے عظام کی تصریحات پیش کی گئیں اور اب آخر میں اتمام حجت کے لیے جناب انور شاہ صاحب کشمیریؒ کی ایک عبارت پیش کی جاتی ہے ملاحظہ فرمائیے،

وَاعْلَمْ اَنَّ الْاِهْلَالَ لِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِنْ كَانَ فِعْلًا حَرَامًا لٰكِنَّ الْحَيْوَانَ الْمُهَلَّ حَلَالٌ اِنْ ذُكِّىَ بِشَرَائِطِهٖ وَكَذَا الْحُلْوَانُ الَّتِىْ يُتَقَرَّبُ بِهَا الْاَوْثَانُ اَيْضًا جَائِزَةٌ عَلَى الْاَصْلِ اَمَّا السَّوَائِبُ فَتَكَلَّمُوْا فِيْهَا اَنَّهَا تَخْرُجُ بَعْدَ التَّقَرُّبِ مِنْ مِلْكِ صَاحِبِهَا اَوْ لَا فَرَاجِعْهُ مِنَ الْفِقْهِ ۔

جان تو! یعنی (بہ نیت عبادت) کسی جانور پر غیر اللہ کا نام بلند کرنا اگرچہ فی نفسہ فعل حرام ہے لیکن جس جانور پر وہ نام بلند کیا جائے وہ حلال ہے اگر شرائط ذبح کیساتھ اسے ذبح کیا ہو اسی طرح دراصل وہ چڑھاوا بھی جائز ہے جس سے بتوں کا تقرب حاصل کیا جائے اور سائبہ وغیرہ جانور (جو بتوں کے نام پر چھوڑے جاتے ہیں) تو انہیں صرف اتنا کلام ہے کہ تقرب للاوثان کے بعد وہ اپنے مالک کی ملک سے نکل جاتے ہیں یا نہیں تو اس کے لیے فقہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے

یعنی بعض فقہا کے نزدیک وہ ملکِ مالک میں نہیں رہتے اس لیے انہیں اللہ کے نام پر ذبح کر دیا جائے تو ان کا کھانا جائز ہے، ورنہ اس کا جواز مالک کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

لیجئے جناب! اب تو بتوں کا چڑھاوا بھی جائز ہوگیا۔ گیارہویں شریف کے کھانے کو حرام کہنے والوں کے لیے انتہائی عبرت کا مقام ہے اللہ تعالٰی کی قدرت دیکھئے! اس کے ولی کی فاتحہ کی چیز کو حرام کہنے والے بتوں کے

چڑھاوے کو حلال کہہ رہے ہیں۔

"فَاعْتَبِرُوْا یٰاُوْلِی الْاَبْصَارِ"

آخر میں ایک شبہ کا ازالہ ضروری ہے وہ یہ ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ اولیائے کرام کے لیے کوئی جانور نذر مانتے اُن سے کہا جائے کہ اس جانور کی بجائے گوشت لیکر اپنی نذر پوری کر دو۔ اگر وہ راضی ہو جائیں تو وہ اپنے اس قول میں سچے ہیں کہ ہماری نیت غیر اللہ کے لیے خون بہانے کی نہ تھی ورنہ سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ جھوٹے ہیں اور ان کی نیت یہی ہے کہ غیر اللہ کی تعظیم کے لیے جانور کا خون بہایا جائے،

شاہ صاحب رحؒ کے اس فرمان کے مطابق اس زمانے میں بھی اس معیار پر جواز و عدم جواز کا حکم لگانا چاہیئے"

اس شبہ کا ازالہ یہی ہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقرر کردہ معیار مذکور ان لوگوں کے حق میں تو درست ہو سکتا ہے جو قبور کی عبادت کرتے تھے اور خود حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں گروہ مشرکین میں شمار کیا ہے جیسا کہ اس سے قبل تفسیر عزیزی جلد اول ص۱۵۶ کی عبارت ہم نقل کر چکے ہیں لیکن مسلمانوں کے حق میں یہ معیار کسی طرح درست نہیں ہو سکتا نہ ہی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مؤمنین کے لیے یہ معیار بیان فرمایا ہے اس لیے کہ مؤمن از روئے قرآن شریف اس بات پر ایمان رکھتا ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۵ ترجمہ: تم ہرگز نیکی نہیں پا سکتے

جب تک اپنی پسندیدہ اور محبوب چیز اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو)

اور ظاہر ہے کہ پالے ہوئے جانور سے جو محبت ہوتی ہے وہ خریدے ہوئے جانور سے یا گوشت سے نہیں ہوتی اس لیے جو نیکی اور ثواب پالے ہوئے سے اور ایصال ثواب کرنے سے حاصل ہوگا وہ اس کے علاوہ دوسری چیز سے نہیں ہو سکتا۔

علاوہ ازیں اس میں شک نہیں کہ ہر ذبیحہ خواہ اپنے کھانے کے لیے ذبح کیا جائے یا بیچنے کے لیے یا قربانی وغیرہ کے لیے اس کے حلال اور پاک ہونے کی شرط یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا نام لے کر اس کا خون خالص اللہ تعالےٰ کی تعظیم کے لیے بہایا جائے اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ کا ذکر اور اس کی تعظیم کے لیے جو کام کیا جائے وہ نیکی اور اطاعت ہے لہٰذا ہر وہ فعل ذبح۔ جس سے تعظیم خداوندی مقصود ہو۔ نیکی قرار پائے گا اور مسلمان کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی نیکی کا ثواب کسی مسلمان کو بخش دے۔ لہٰذا صرف گوشت میں محض گوشت کا ثواب اس بزرگ کی روح کو پہنچے گا اور جانور ذبح کرنے میں گوشت کے علاوہ فعل ذبح کا جو ثواب ذابح کو ملا وہ بھی اس بزرگ کی روح کو پہنچ سکتا ہے۔

پس اگر ان وجوہات کی بنا پر کوئی مسلمان جانور کے عوض گوشت لینے پر راضی نہ ہو تو اس سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ مؤمن معاذ اللہ ولی کی تعظیم و تقرب کے لیے جانور کا خون بہانے کی نیت رکھتا ہے نیت فعل قلب ہے جب باطن کا حال ہمیں معلوم نہیں تو ہم کس طرح مسلمان

پر معصیت کا حکم لگا دیں۔ مومن کے حق میں بدگمانی کرنا حرام ہے۔

سوال میں ان جانوروں کو مزارات اولیاء اللہ پر لیجا کر ذبح کرنے کے متعلق بھی پوچھا گیا ہے نیز یہ کہ بعض لوگ قرعہ اندازی کے ذریعہ پیر سے جانور ذبح کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک کسی جگہ مشرکانہ رسوم ثابت نہ ہو جائیں اس وقت تک وہاں جانور لیجا کر ذبح کرنا حرام نہیں ہو سکتا اور مزارات اولیاء اللہ معاذ اللہ ایسی ناپاک جگہ قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ اس لیے بہ نیت ایصال ثواب وہاں بھی جانور لیجا کر ذبح کرنا جائز ہے رہا قرعہ اندازی کے ذریعہ اجازت طلب کرنا۔ تو یہ ضرور فعل عبث ہے لیکن اسے بلا دلیل کفر و شرک کہنا یقیناً حد سے تجاوز کرنا ہے۔

وَاللّٰهُ الْهَادِیْ اِلٰی سَبِیْلِ الْاِرْشَادِ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ جَلَّ مَجْدُهٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ

فقط سید احمد سعید کاظمی امروہوی غفرلہ مہتمم مدرسہ انوار العلوم

ملتان

۵ فروری ۱۹۵۶ء

ملنے کے پتہ جات

شرکت حنفیہ لمیٹڈ گنج بخش روڈ لاہور
مکتبہ فریدیہ جناح روڈ، ساہیوال
کتب خانہ حاجی نیاز احمد بوہڑ گیٹ ملتان
کتب خانہ حاجی مشتاق احمد، ملتان
مکتبہ اسلامیہ حضرت حافظ جمال روڈ ملتان

(اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِکَاتِبِهٖ وَلِمَنْ سَعٰی فِیْهِ)

اچھی کتابیں دل و دماغ کو تر و تازہ کرتی ہیں!

تفسیر صاوی شریف عربی ۱۵۱/-

نور العرفان ۱۲۰/-

خزائن العرفان ۶۰/-

ضیاء القرآن ۱۹۵/-

تفسیر نعیمی ۳۳۰/-

بہار شریعت کامل ۱۰۰/-

جاء الحق مکمل ۴۰/-

سنی بہشتی زیور ۴۴/-

تاریخ مشائخ چشت ۴۰/-

احکام شریعت ۱۵/-

فتاوی رضویہ ۲۰۵/-

سلام عقیدت (اعلحضرت کا مکمل سلام) ۲/-

تذکرہ اکابر اہلسنت ۳۰/-

نظام شریعت ۱۲/-

ہمارا اسلام مکمل ۱۲/-

سیرت رسول عربی ﷺ ۳۰/-

مدارج النبوت کامل اردو ۹۹/-

رکن دین کامل ۳۷/-

مقالات کاظمی اول دوم ۶۰/-

تاریخ الخلفاء اردو ۳۶/-

غنیۃ الطالبین ۲۵/-

شاہ سلیمان تونسوی اور ان کے خلفاء ۳۶/-

دیوان فرید ۱۶/-

اخبار الاخیار فارسی ۲۵/-

شفا شریف عربی ۳۶/-

تسہیل المبانی ۵۰/-

اشعۃ اللمعات فارسی کامل ۲۲۵/-

خواجہ اہلسنت ۲/-

نظام شریعت ۱۲/-

شاہ احمد نورانی ۸/-

بشیر الناجیہ شرح نحو میر ۳۲/-

بشیر الکامل شرح ۱۸/-

مناقب المحبوبین ۱۸/-

شبیر الاولیاء ۳۰/-

ملفوظات چشتیہ فارسی نایاب ۱۱/-

نیز دیگر تمام اہلسنت علماء کی تصانیف عربی، فارسی، اردو، پنجابی، سرائیکی زبان کی تمام کتابیں ارزاں

ملنے کا پتہ: اجمیری کتب خانہ پیر چھتاں روڈ ملتان شہر